Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Stylesheets: Usage, Issues, and Recommendations (with MLA, APA, and CMS Referencing)

اسٹائل شیٹس، استعمال، مسائل اور سفارشات

(M.L.A., A.P.A ., C.M.S.: بحوالہ)

Syed Mohsin Ali Bukhari
Lecturer of Urdu, University of Kotli, Azad Kashmir
mohsnbukharmzd@gmal.com

Abstract

The use of stylesheets plays a pivotal role in web development, providing structure and design to digital content. Stylesheets, primarily CSS (Cascading Style Sheets), allow for the separation of content from design, enabling developers to create visually appealing and responsive websites. Despite their advantages, several challenges arise during their implementation. These challenges include issues related to cross-browser compatibility, performance optimization, and the maintainability of complex stylesheets in large-scale projects. Moreover, the usage of stylesheets in diverse environments and frameworks presents challenges in achieving consistency in layout and design. The paper discusses these issues in detail, exploring how inconsistent implementation across platforms and improper structuring of stylesheets can hinder web development efforts. The study also highlights the importance of adhering to specific standards and guidelines such as MLA, APA, and CMS referencing styles when documenting or presenting web-based work. By reviewing various approaches and best practices, the paper suggests solutions and recommendations, such as modularizing stylesheets, utilizing CSS preprocessors like SASS or LESS, and ensuring responsive design to tackle common problems. These recommendations aim to streamline the workflow for developers, improve web performance, and enhance user experience.

***Keywords**: Stylesheets, Web Development, Cross-Browser Compatibility, Performance Optimization, MLA Referencing, APA Referencing, CMS Referencing.*

تحقیق اور اس کا فن کچھ اہم ترین اصول و قواعد پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر تحقیقی پروگرام کے کچھ اپنے ضابطے اور لائحہ عمل ہوتا ہے۔ تحقیق ایک ایسا عمل ہے جس میں محقیق کو اپنی بات، نظریے یا فلسفے کو ایک دلیل اور ثبوت کے ساتھ پیش کرنا ہوتا ہے۔ زبان و ادب کی تحقیق بھی اپنے اہم ترین ضابطے اور اصول رکھتی ہے۔ ایک محقیق جب اپنی تحقیقی کاوش کو پیش کرتا ہے تا اسے اپنی اس پیش کش کو بیان کرنے اور ایک منظم طریقے سے پیش کرنے کے لیے ماہرینِ فن کے طے شدہ گوشواروں کو استعمال کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی محقق اپنی بات کی صداقت کے لیے کسی دوسری کتاب، شخص یا علم کا حوالہ دیتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ پوری دیانت داری کے ساتھ ایک منظم انداز کے ساتھ اس کا حوالہ بھی دے۔ دورانِ تحقیق الفاظ و تراکیب کی وضاحت، حوالہ جات کا اندراج، ، کتابیات، تعلیقات، وغیرہ کو درج کرنے کے لیے چند اسٹائلز (فارمیٹنگ پروگرام) وضع کیے گے ہیں۔ ایک محقق اپنی تحقیق کو درج بالا تحقیقی حوالہ جات کو انھی اسٹائلز ، اردو میں رسمیاتِ مقالہ نگاری کے مطابق پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔

اردو زبان و ادب میں تحقیق کے لیے پاکستان میں طرح طرح کے اندراجی طریقے اختیار کیے گے ہیں۔ کوئی مرکزی اور متفقہ طریقہ ابھی تک کسی سطح پر بھی نہیں اپنایا گیا ہے۔ ہر یونی ورسٹی کا اپنا اپنا طریقہ کا رہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کی تمام یونی ورسٹیز میں رسمیاتِ مقالہ

نگاری کے لیے جدید اور آسان اور بہترین اسٹائلز کو اپنایا جائے۔زیرِ بحث موضوع " تحقیق میں جدید رسمیاتِ مقالہ نگاری کے امکانات، استعمالات، اور حائل مشکلات کا ذکر کیا جائے گا اور پھر کچھ سفارشات پیش کی جائیں گیں۔اس موضوع کے تحت درج ذیل اسٹائل شیٹس کے طریقہ کار پر تبصرہ کیا جائے گا اور بتایا جائے گا کی یہ کس طرح کام کرتے ہیں

1۔ایم ایل اے (Modern Language Association)

2۔اے پی اے (American Psychological Association)

3۔سی ایم ایس (The Chicago Manual Style)

تحقیق کا سب اہم پہلو فہرست کتب،طباعت،ترتیب و تدوینِ متون، حوالہ جات وغیرہ کو متعلقہ ماخذ کے مطابق ایک خاص انداز اور اسٹائل سے درج کیا جاتا ہے جسے فہرست سازی یا انگریزی میں ببلو گرافی کہتے ہیں۔ان سب ضروریاتِ تحقیق کے لیے ایسے طریقے وضع کیے گے ہیں جن میں ایک ایک چیز کے اندراج کا طریقہ بتایا گیا ہے۔درج بالا اسٹائل شیٹس کا تعلق بھی انھی طریقوں سے ہے جو ماہرین نے مختلف اوقات میں ترتیب دیئے ہیں۔یہ رسمیاتِ مقالہ کس طرح کام کرتی ہیں اور کس طرح ان کی مدد سے ایک تحقیقی کام کو معیاری انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ زیرِ بحث مقالے میں انھی پروگرامات کے استعمالات اور امکانات کا جائزہ لیا جائے گا اور ان کے استعمالات کے بعد کی پیدا ہونے والی صورتِ حال کا جائزہ بھی لیا جائے گا۔

تحقیقی سوالات:

1۔ تحقیق اور اس کے اندراج کا طریقہ کیسے ممکن ہے ؟

2۔ تحقیقی مواد کی ترتیب کے لیے معروف اسٹائلز کی کیا نوعیت ہے ؟

3۔ایم ایل اے، اے پی اے اور شکاگو مینول کا طریقہ اندراج کیا ہے ؟اور یہ کس طرح کام کرتے ہیں؟

4۔کون سا طریقہء اندراج یعنی اسٹائل شیٹ تحقیق کے پیش کش کے لیے زیادہ موزوں ہے ؟

مجوزہ تین اندراجی پروگرامات کا مطالعہ اور ان کا طریقہء استعمال کا بیان اردو ادب کے محقیق کے لیے سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔تاحقیق ایک فن ہے اور اس کی موزوں اور بہترین انداز سے پیش کش بہت اہمیت رکھتی ہے۔اس تحقیقی بحث میں ان جدید طریقوں کو سامنے لانے کی کوشش کی جائے گی جو تحقیق کے دوران حوالہ جات، فہرست سازی، اشاریہ اور تعلیقات کے اندراج کو احسن انداز میں لکھنے میں مد ثابت ہوسکتے ہیں۔ تحقیق کا عمل دنیا میں ہر سطح پر جاری رہتا ہے۔انسان کی پُر تجسس فطرت اسے اپنی ذات، ماحول اور پھر کائنات کی کھوج اور تفہیم کے لیے ہر دم تیار رکھتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان اپنی اسی خوبی کی وجہ سے دورِ جدید میں نہ صرف قدم رکھنے میں کامیاب ہوا بل کہ اس نے کائنات کے سربستہ رازوں کو منکشف کرنے کا ہنر بھی سیکھ لیا۔انسان نے جوں جوں تہذیب و تمدن میں ترقی کی اس کی ضروریات کے ساتھ ساتھ اس کا دئرہء عمل بھی بڑھتا چلا گیا۔مختلف شعبہ ہائے زندگی نے اپنا وجود قائم کیا اور ایک نئی دنیا آباد کر لی۔ہر شعبے کی ترقی اور اس کے علوم کا دارو مدار صرف اور صرف تحقیق کا مرہونِ منت ہے۔آدمِ خاکی نے تحقیق و جستجو سے تمام علومِ انسانی والہامی کی تشریح، توضیح اور وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔لہٰذا شروع ہی سے تحقیق اس کے لیے ایک ایسا ہتھیار ثابت ہوئی ہے کہ جس نے ہر میدانِ زندگی میں وہ کمال پیدا کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔

تحقیق اپنے مضمون، طریقہ کار اور استعمال کے لحاظ سے مختلف اقسام رکھتی ہے مگر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں تحقیق کی دو واضح اقسام نظر آتی ہیں۔ایک کو ہم ادبی تحقیق کہہ سکتے ہیں اور دوسری کو سائنسی تحقیق ۔سائنسی تحقیق مشاہدے، مفروضے، تجربے اور پھر نتیجے پر مشتمل ہوتی ہے۔مگر اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ ادبی تحقیق میں کسی قسم کا تجربہ شامل نہیں ہوتا۔اگرچہ کلی طور پر ادبی تحقیق کو سائنسی اصولوں پر پرکھا نہیں جا سکتا مگر پھر بھی اس تحقیق کے اندراج میں سائنسی طریقے کو دخل ضرور حاصل رہتا ہے۔ادبی تحقیق کا انحصار زیادہ تر کتابوں اور دیگر تحریری مواد پر ہوتا ہے اور اگر دیکھا جائے تو سائنسی تحقیق بھی اپنی وضاحت اور بیانیے کے لیے تحریری صورت اختیار کرتی ہے۔اور اس تحقیق میں بھی کتابوں کی ضرورت پڑتی ہے۔اس حوالے سے یونس اگاسکر اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں

"کتابی تحقیق میں زیادہ تر تحریری مواد کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔اور تجرباتی تحقیق میں سائنسی تجربات یا مادی حقائق کے براہِ راست مشاہدے پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔دوسرے الفاظ میں کتابی تحقیق لائبریری میں اور تجرباتی تحقیق لیبارٹری میں "1

یعنی ہم مختصراً کہہ سکتے ہیں کہ ادبی تحقیق لائبریری تحقیق ہے اور تجرباتی تحقیق لیبارٹری تحقیق ہے۔یہ یاد رہے کہ سائنسی تحقیق کو بھی اپنے اظہار اور بیانیے کے لیے بہر حال زبان و ادب کی ضرورت پرتی ہے۔سائنس بھی اپنی تحقیق کو کتابی صورت میں پیش کرتی ہے لہٰذا تحریری مواد اور کتاب کی اہمیت سے انکار یہاں بھی ممکن نہیں۔ ادبی تحقیق میں ایک محقق اپنی پُر فکر مباحث اور نظریات کو اپنی تحقیق میں شامل کرتا ہے وہیں اسے دوسرے ماہرینِ فن کی آرا اور کتب کے ساتھ ساتھ دیگر علوم اور فنون سے بھی استفادہ کرنا پڑتا ہے۔یعنی ایک محقق کو اپنے کسی قول یا نظریے کی سند یا ثبوت کے لیے یا اپنی رائے میں وزن پیدا کرنے کے لیے پہلے سے موجود ماہرین کے نقطہء نظر سے رہنمائی لے کر ان کا حوالہ بھی اپنی تحقیقی کاوش میں دینا ہوتا ہے۔اب یہ حوالے بغیر کسی ترتیب اور ترکیب کے نہیں دیے جا سکتے۔ان کے لکھنے کے لیے کوئی ڈھانچہ موجود ہوتا ہے جس کے تحت محقق تمام تر جوالہ جاتی ترتیب کو یقینی بناتا ہے۔حوالہ فی ذاتہ غلط کام نہیں مگر اس حوالے کا ذکر نہ کرنا بہت بڑی اخلاقی اور ادبی بد یانتی ہے۔اس لیے محقق کو بڑی جانفشانی سے اپنی تحقیق کے اندر آنے والے حوالہ جات کو پیش کرنے کے لیے ایک لائحہ عمل اختیار کرنا پڑتا ہے۔اسی لائحہ عمل کو رسمیاتِ مقالہ نگاری کہا جاتا ہے۔فی زمانہ رسمیاتِ تحقیق یا مقالہ نگاری کے لیے مختلف طریقے مروج رہے ہیں۔مگر آہستہ آہستہ جوں جوں ادبی تحقیق نے عروج حاصل کیا اور سائنسی تحقیق سے مماثلت قائم کرنا چاہی تو اپنی معیاریت کو بہتر بنانے کے لیت اس نے بھی کچھ مسلمہ اصول اختیار کیے۔پہلے پہل محقق اپنی اپنی سمجھ اور طریقہ کار کے تحت اپنے تحقیقی کام میں رسمیاتِ تحقیق کو استعمال کر لیا کرتا تھا مگر پھر ماہرینِ تحقیق نے ان رسمیات کو ایک طریقے اور میکنزم پر لانے کے لیے کچھ طے شدہ اصول متعین کر دیئے۔اب محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان اصولوں ہی کے ذریعے اپنے تحقیقی کام کو پیش کرے۔

انگریزی ادب میں بہت پہلے سے اس فن پر کام ہو چکا ہے۔اور حوالہ جات کے لیے بے شمار اسٹائل تشکیل دیے جا چکے ہیں۔اردو ادب میں بھی ماہرینِ فن نے اس پر قابلِ ستائش کام شروع کر دیا ہے۔اس کے باوجود پاکستان میں تحقیقی مقالہ جات کے لیے کوئی ایک مستند اور متفقہ اسٹائل کو منتخب نہیں کیا جا سکا۔بد قسمتی سے اردو بان و ادب میں پی ایچ ڈی لیول پر ہونے والا اکثر کا اشاعت پذیر نہیں ہوتا اس کی وجہ محض یہ ہے کی یہ تحقیقی کام اپنے اندر اجی طریقوں کے لحاظ سے بہت کم زور ہوتے ہیں۔تحقیق اپنی ابتدا میں ایک انفرادی کام تھا مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس کے لیے ایسی رسومات تخلیق کی گئی ہیں جن کا اطلاق اب ہر محقق کے لیے نہایت ضروری ہے۔ایک محقق اپنی تحقیق کو ثابت کرنے کے لیے اپنے ذاتی استدلال اور فکر سے کام لیتا ہے اور ساتھ ساتھ دوسری علمی، ادبی شخصیات کے ادب پاروں سے بھی استفادہ کرتا ہے لہٰذا اس کے لیے

ضروری ہے کہ وہ استفادے کر دوران جملہ حقوقِ مصنف اور ماخذ کے بارے میں بھی بھرپور انداز میں اظہار کرے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد ہارون قادر کہتے ہیں

"ایک محقق کو تحقیق میں بنیادی اخلاقی امور کی تربیت بھی ہونی چاہیے۔ معلومات کے ماخذ کو صیغہ راز میں نہ رکھنا، کاپی رائیٹ کا احترام اور دوسروں کی عزتِ نفس کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔"2

یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ تحقیق بذاتِ خود ایک فن ہے اور اس فن کو پیش کرنے کے لیے ایک اور فن وجود میں آگیا ہے جس کو رسمیاتِ تحقیق نگاری کہا جاتا ہے یعنی پہلے محض ایک تحقیق کے معیاری اور مضبوط ہونے پر زور دیا جاتا تھا مگر اب اس تحقیق کو پیش کرنے کے لیے وجود میں آنے والے فن یعنی رسمیات کے ماہرانہ استعمال کو بھی ضروری خیال کی جاتا ہے۔ ایک فن جوں جوں ترقی کرتا ہے تو اس کی ذیل سے دیگر مددگار فن بھی وجود میں آنے لگتے ہیں اور اپنی اہمیت کے پیشِ نظر اپنی جگہ مستحکم کر لیتے ہیں۔

مغرب میں تو دو تین صدیاں پہلے ہی تحقیق کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے رسمیاتِ تحقیق پر کام شروع ہو چکا تھا۔ اہلِ مغرب سمجھ گے تھے کہ تحقیق کا کام بڑا احساس ہوتا ہے اور اسے بے ہنگم اور بے ترتیب انداز میں پیش کرنے کی بجائے ایک طے شدہ ضابطے اور قانون کے مطابق ہی پیش کیا جانا چاہیے۔ اس لیے انھوں نے شعوری کوشش سے رسمیاتِ تحقیق کو فروغ دیا جو تحقیق کے حسین اور مربوط ہونے میں مددگار ثابت ہوئیں۔ اس حوالے سے برطانیہ، جرمنی، اٹلی، فرانس، ہالینڈ اور امریکہ میں قابلِ ذکر کام ہوا۔ مگر ہمارے ہاں ابھی تک کوئی باقاعدہ میکنزم تشکیل نہیں دیا جا سکا جو محقق کو اپنی تحقیق کے پیش کرنے کے لیے ایک ضابطے کا کام دے۔ ڈاکٹر خالق ملک کا اس حوالے سے کہنا ہے

"آج تک اردو تحقیق کی رسمیات متفقہ طور پر طے نہ ہو سکیں۔ اور ان کے بارے میں ہی سوچا گیا ہے اور نہ ہی کوئی پیش رفت ہو سکی ہے۔"3

اسی اہم معاملے کے حوالے سے ڈاکٹر شفیق انجم اپنی رائے کا ااظہار یوں کرتے ہیں

"یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو میں تحقیقی پیش کش کے لیے کوئی طریقہ کار متعین نہیں ہے۔ مختلف جامعات، لسانی اور ثقافتی اداروں اور شخصیات کے ہاں اپنے اپنے انداز میں مقالات پیش کیے جاتے ہیں۔ اس میں لچکداری کا یہ عالم ہے کہ ایک ہی محقق کے تحقیقی منصوبے رسمیات کے اعتبار سے ایک جیسے نہیں۔ شخصیات تو ایک طرف جامعات میں جہاں معیارِ بندی اور واضح اصول وضوابط کی توقع رکھی جاتی ہے، مقالاتِ تحقیق قسم قسم کے رنگوں میں ہے۔"4

اس میں کوئی شک نہیں کہ اردو ادب میں کسی متفقہ اصول اور ضابطہ ءرسم کو تحقیق میں اختیار نہیں کیا جا سکا۔ باقی دنیا میں تو ببلوگرافی کے حوالے سے ایک باقاعدہ فن وجود میں آچکا ہے۔ یہ فن ایک محقق کو ہر دو جگہ مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ ایک جب وہ تحقیق کا آغاز کرنے جارہا ہوت ہے اور دوسرا جب وہ اپنا کام مکمل کر کے پیش کرنا چاہ رہا ہوتا ہے۔ یعنی دونوں موقعوں پر اسے یہ فن تحقیق کے حوالے سے ضروری مدد فراہم کرتا ہے اور مواد، موضوع، ماخذ سے لے کر کتابیات، حوالہ جات وغیرہ کے اندراج کے لیے بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ ہمیں علم ہے کہ ایک محقق دورانِ تحقیق مختلف لائبریریوں، رسالوں، کتابوں، ویب سائٹس اور دیگر ذرائع سے استفادہ کرتا ہے اور اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ان سب کے حوالے پوری دیانت داری سے پیش کرے۔ چنانچہ اسے ان حوالہ جات کو پیش کرنے کے لیے کچھ ٹیکنیکل ہنر کی ضرورت ہے۔ مثلاً اگر وہ کسی کتاب اور مصنف کی بے شمار کتابوں کو حوالہ لیتا ہے اور اسی طرح دیگر جگھوں سے بھی اپنی ضرورت کا حوالہ لیتا ہے تو اس کو پوری تفصیل کے ساتھ لکھنا اس کے لیے تحقیقی کام سے زیادہ مشکل ثابت ہو گا۔ بل کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا

تحقیقی کام تھوڑا اور اس کے حوالوں کا کام زیادہ ضخیم ہو جائے۔ لہٰذا مغرب میں اہلِ فن نے اسے پیش کرنے کے لیے کچھ علامات، مخففات، اور کچھ مختصر رسومات کو فروغ دیا ہے۔ پاکستان میں اردو ادبی اور لسانی تحقیق میں بھی اب جامعات کی سطح پر ان رسومات کو اختیار کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ ایک شعوری کوشش سرگرمِ عمل نظر آ رہی ہے جو اس بات کو یقینی بنانا چاہتی ہے کہ رسمیاتِ مقالہ نگاری کو نہ صرف کسی ایک متفقہ لائحہ عمل میں ڈھالا جائے بل کہ اسے اطلاقی سطح تک بھی لایا جائے۔

ہمارے ہاں مغرب سے وضع کردہ کچھ رسمیات کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ امریکہ سے جاری ہونے والی کچھ اسٹائل شیٹس کو ملا کر تحقیق کی پیش کش کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ان میں شکاگو مینول، ایم ایل، اے (ماڈرن لرنگ ایسوسی ایشن) اور اے پی اے (امریکن سائی کلوجیکل ایسوسی ایشن) سی بی اے (کونسل آف بائیولوجیکل ایڈیٹرز) اور مسلم تحقیقی اسٹائل شیٹس اہم ہیں۔ ہم صرف ایم ایل اے، اے پی اے اور شکاگو مینول کے حوالے سے یہاں بات کریں گے۔ ہر ایک کو علاحدہ علاحدہ بیان کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ فارمیٹس حوالہ دینے کے طریقے ہیں۔ ان کے تحت کس طرح ایک محقق اپنی تحقیق کو کم وقت میں مگر معیاری انداز میں پیش کر سکتا ہے۔

1۔ایم ایل اے (Modern language association)

ایم ایل اے 1883 میں ادب اور جدید لسانی مطالعے کے لیے استعمال کیا گیا۔ خصوصی طور پر اسے قدیم انسانی علوم اور لاطینی، یونانی علوم کی وضاحت کے لیے استعمال کیا گیا۔ اب اس اسٹائل شیٹ کو بنیادی طور پر علم و ادب، تاریخ اور خصوصی طور پر ان پیپرز کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جن کا تعلق ادب اور زبان سے ہو۔ آج کل یہ اسٹائل مختلف یونی ورسٹیز، کالجز اور سکولز میں اتمعال کیا جا رہا ہے۔ اس کا کام ماخذ اور حوالہ جات کی اصل سورس تک رسائی دینا ہوتا ہے۔ علومِ لسانیات، معاشرتی علوم بھی اس کے تحت پرکھے جاتے ہیں۔

اس اسٹائل کو پہلی مرتبہ امریکہ کے ایک ادارے "ماڈرن لینگویج ایسوسی ایشن آف امریکا نے 1951 میں باقاعدہ طور پر شائع کیا۔ اس کے بعد اس میں وقت کے ساتھ ساتھ اور ضرورت کے مطابق مختلف تبدیلیوں کے ساتھ دوسری مرتبہ 1984 میں شائع کیا گیا۔ اس کا تیسرا ایڈیشن مزید تبدیلیوں کے ساتھ 1988 میں شائع ہوا۔ اپریل 2016 میں اس آٹھواں ایڈیشن شائع ہوا جس میں روایتی انداز کے ساتھ ڈیجیٹل اشاعت اور حوالہ جات کے بارے میں معلومات اور اندراج کو شائع کیا گیا۔ ایک اور دلچسپ بات کہ یہ اسٹائل محض حوالہ جات، فٹ نوٹ (پاورقی جات) یا تھیسسز کے پیش کرنے کے پروگرام کے طور پر کام نہیں دیتا بل کہ یہ حوالہ جات کے اندر علامتوں کے ایک پورے نظام کو بھی متعارف کرواتا ہے جن کو اردو میں رموزِ اوقاف بھی کہتے ہیں۔ یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا کام محض ایک ایسے فارمیٹ کے طور کا نہیں بل کہ یہ فارمیٹ یا سافٹ وئیر کے ساتھ ساتھ وہ طریقہ بھی بتاتا ہے جس کے تحت حوالہ جات کو لکھا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ ایک محقق یہ مخففات، علامتیں وغیرہ سب اس کے تحت سیکھ کر استعمال کر سکتا ہے۔

حوالہ ویکی پیڈیا ایم ایل اے ہینڈ بک 5

ایم ایل اے کو دستاویزی تحقیق یعنی ادب، لسانیات، تاریخ اور فلسفے وغیرہ کی تحقیق کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا کام اصل سورس یا ماخذ تک رسائی دینے کے ساتھ ساتھ محقق کی تحقیق کو مربوط اور مستند انداز میں پیش کرنے میں مدد دینا بھی ہوتا ہے۔ ایم ایل اے میں مصنف، کتاب، ویب سائٹ، آن لائن مواد کا وغیرہ کا حوالہ دینے کا ایک منظم نظام وضع کیا گیا ہے۔ جب کسی مصنف کا حوالہ دینا مقصود ہو تو مصنف کا پورا نام لکھا جاتا ہے اس کے بعد پبلیشر کا نام پھر تاریخ قوسین میں لکھی جاتی ہے

مثلاًHarman haysay ,sadharatha germani, (1991)

دورانِ تحریر متن کے درمیان حوالہ لکھنے کے لیے اس شخص کا نام لکھا جاتا ہے جس کی کتاب یا تحریر سے حوالہ لیا جارہا ہو۔

مثلاً ڈاکٹر جمیل جالبی کہتے ہیں

ایم ایل اے منتخب شدہ، مقرر شدہ اصول و قواعد اور علامات و مخففات پر مشتمل ہے تاہم مختلف علوم کے محقق اسے اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ موزوں اور درست طریقہ کا وہی ہو گا جو اس اسٹائل شیٹ کے فارمیٹ میں بتایا گیا ہے۔

عمومی طور پر اردو ادب کا محقق مختلف سے حوالے اٹھاتا ہے۔ یہ کتب اپنی نوعیت میں مختلف طرز کی ہو سکتی ہیں۔ ان میں بعض تصینف ہوتی ہیں اور بعض تالیف، کچھ مدون کی گئی ہوتی ہیں اور کچھ ترجمہ شدہ۔ بعض کو مرتب کرنے والے ایک سے زیادہ بھی ہوسکتے ہیں۔ ان ساری صورتوں میں کتب کا حوالہ درج کرنے کے طریقے کچھ یوں ہوں گے

1۔ایک کتاب، ایک مصنف، ایک اشاعت، اور ایک جلد کی صورت میں

مصنف کا نام، کتاب کا نام، پبلیشر، مقامِ اشاعت، تاریخِ اشاعت، اور آخر میں صفحہ نمبر

مثال: محمد ہارون، ڈاکٹر، ابجدِ تحقیق، الو قار پبلیشرز، لاہور، 2011ء ص16

یہاں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ مصنف کا اعزازی نام یا پیشہ وارانہ نام اصل نام کے بعد میں لکھا جاتا ہے۔ کتابوں کے نام اور دیگر کے درمیان کومے کی علامت ڈالی جاتی ہے۔

2۔ایک مصنف۔ دو یا دو سے زیادہ جلدیں اور ایڈیشن۔

دورانِ تحقیق یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محقق کو ایک ہی مصنف کی بے شمار کتابوں یا ایک ہی کتاب کی مختلف جلدوں سے استفادہ کرنا پڑے اور یہ بھی ممکن ہوتا ہے کہ اس کتاب کے بہت سارے ایڈیشن بھی شائع ہوے ہوں۔ ایسی صورت میں ایم ایل اے جو فریم ورک پیش کرتا ہے وہ کچھ یوں ہے

مصنف کا نام، کتاب کا نام، جلد نمبر، اشاعتی ادارہ، مقامِ اشاعت، اشاعت نمبر، سالِ اشاعت اور پھر صفحہ نمبر

مثال: علی گیلانی، سید، رودادِ قفس، جلد دو سمع وبصر پبلیشر، اسلام آباد، اشاعت اول، 1996ء ص46

3۔ دو مصنف ایک اشاعت اور ایک کتاب

بعض کتب باہم تعاون سے لکھی جاتی ہیں یا ان کے بعض حصے مختلف مصنفین تحریر کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایم ایل اے درج ذیل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

مصنفین کا نام کتاب کا نام، اشاعتی ادارہ، مقامِ اشاعت، سالِ اشاعت، صفحہ نمبر

مثال: مولانا عبید اللہ سندھی، عبد الخالق آزاد، برِ صغیر میں تجدید دین کی تاریخ، رحیمیہ مطبوعات، لاہور، 1928، ص34

4۔ تصنیفی کتب میں موجود کسی تبصرے وغیرہ کا حوالہ

ایک مصنف جب کتاب لکھتا ہے تو بعض اوقات اس پر تبصرے تقریظ، یا پیشِ لفظ کسی دوسرے شخص سے لکھواتا ہے۔ محقق کو اپنی ضرورت کا حوالہ ممکن ہے انھی تبصروں یا تجزیوں سے مل جائے اس لیے وہ ان سے بھی حوالہ حاصل کر لیتا ہے اس طرح کے حوالے کے اندراج کا طریقہ یوں ہو گا

تبصرہ نگار یا ناقد کا نام، تحریر کا نام، کتاب کا نام، مصنف کا نام، اشاعتی ادارہ، مقام، سالِ اشاعت

مثال: فخر الحق نوری، ڈاکٹر، دیباچہ، ابجدِ تحقیق، محمد ہارون قادر، ڈاکٹر، الواقار پبلیشرز، لاہور، ص13

5۔ تصنیف اور اس میں شامل مضامین کے متن کا حوالہ

کوئی مصنف اپنی کتاب میں کسی دوسرے شخص کا کوئی مضمون یا تحریر شامل کر لیتا ہے۔ محقق کو یہاں ایک نئی ترکیب سے حوالہ دینا ہوتا ہے۔

مصنف کا نام، تحریر کا عنوان، تحریر کی نوعیت، مضمون نگار کا نام، کتاب کا نام، اشاعتی ادارہ، مقامِ اشاعت، اور سالِ اشاعت

مثال: روبینہ شہناز، ڈاکٹر، پاکستانی تصورِ قومیت، مضمون از نجیبہ عارف، مشمولہ، اردو تنقید میں تصورِ قومیت، عکس پبلیشرز، لاہور، ص21

یہ تفصیل تھی تصنیف شدہ کتب سے حوالے درج کرنے کی۔ اب ان کتابوں کا ذکر کیا جائے گا جو مرتبہ ہوتی ہیں۔ ایم ایل اے مرتبہ کتابوں کی مختلف صورتوں میں جو رہنمائی ایک محقق کو فراہم کرتا ہے وہ حسبِ ذیل ہے۔

1۔ مرتبہ کتاب ایک مرتب اور اشاعت کے ساتھ

بے شمار مقالہ جات، مضامین، تبصرے مختلف، اخبارات اور رسالوں میں بکھرے پڑے ہوتے ہیں۔ ان بکھرے ہوئے مواد کو ایک موضوع کے مطابق جمع کر کے ایک کتاب مرتب کر لی جاتی ہے جمع کرنے والے کو مرتب اور وجود میں آنے والی کتاب کو تالیف کہا جائے گا یا مرتبہ۔ اس صورت میں حوالے کا اندراج یوں ہو گا۔

مرتب کا نام، وضاحت، کتاب کا نام، اشاعتی ادارہ، مقام، تاریخ، صفحہ نمبر

مثال: سلطانہ بخش، ڈاکٹر، (مرتب) اردو میں اصولِ تحقیق، اردو کادمی، لاہور، 2012ء، ص13

2۔ ایک کتاب اور دو یا دو سے زیادہ مرتبین اور واحد اشاعت

کتابوں کی ترتیب و پیش کش میں ایک سے زیادہ مرتب بھی شامل ہو سکتے ہیں اس لیے ان کا اندراج اس طرح کیا جائے گا

مرتبین کا نام، وضاحت، کتاب کا نام، اشاعتی ادارہ، مقام، سال، صفحہ نمبر

مثال: محسن بخاری، فرہاد احمد فگار، (مرتبین) کشمیر میں غزل گو شاعر، اظہار بک ڈپو، لاہور، 2020، ص34

3۔ مرتبہ کتاب میں سے کسی تحریر کا حوالہ

مرتبہ کتاب میں مختلف مقالہ نگاروں، مضمون نویسوں وغیرہ کے مقالے، مضامین، یا دیگر اصنافِ ادب شامل ہوتے ہیں اس لیے حوالہ دیتے وقت ضروری ہوتا ہے کہ ان بنیادی مصنفین کے نام بھی لکھے جائیں۔ اس کے لیے ایم ایل اے یہ رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

مقالہ نگار / مضمون نویس کا نام، تحریر کا عنوان، تحریر کی نوعیت، مرتبہ کتاب کا نام، مرتب / مرتبین، اشاعتی ادارہ، مقام، سالِ اشاعت، صفحہ نمبر

مثال: عبد الودود، قاضی، اصولِ تحقیق، (مقالہ) مشمولہ، اردو میں اصولِ تحقیق (مرتبہ) سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اردو اکیڈمی، لاہور، 2012ء ص126

دنیا کے تمام ادب اور ادیب دیگر زبانوں کے ادب پاروں کو اپنی زبان مین ترجمہ کر کے نہ صرف اپنے ادب میں علوم اور اصناف کا اضافہ کرتے ہیں بل کہ دیگر ادیبوں کی بے شمار معلومات کو ذخیرہ بھی کرتے ہیں، اس لیے ترجمے کا عمل صدیوں سے رائج ہے۔ یہاں یہ بتایا جائے گا کہ ایک ترجمہ شدہ کتاب سے کیسے حوالہ لیا جاتا ہے

1۔ترجمہ شدہ متن سے ہٹ کر مترجم کی تحریر کا حوالہ

اصل مصنف کا نام، کتاب کا نام، مترجم کا نام، ترجمہ شدہ نیا نام، اشاعتی ادراہ مقام، سال اور صفحہ وغیرہ لکھے جاتے ہیں

مترجم کا نام، وضاحت، ترجمہ شدہ کتاکا نام، اصل مصنف کا نام، ادارہ، مقام، سال، صفحہ نمبر،

مثال:صفدر حسین، (مترجم) جرم و سزا از دستوئیفسکی، الحمد پبلیشرز، لاہور سن ندارد، ص345

2۔ترجمہ شدہ متن کا حوالہ

اصل مصنف کا نام، کتاب کا نام، مترجم کا نام، اشاعتی ادارے کا نام، اشاعت کا سال، صفحہ نمبر

مثال:فیور دستوئیفسکی، جرم و سزا، صفدر حسین، الحمد پبلیشرز لاہور، 2012ص،34

3۔ترجمہ شدہ کتاب میں سے کسی مخصوص تحریر کا حوالہ

تحریر کنندہ یا ناقد، تحریر کی نوعیت، کتاب کا نام، مترجم کا نام، ادارہ، مقام، سال، صفحہ نمبر

مثال:برٹنڈرسل، (تعارف)، فلسفہء مغرب کی تاریخ، مترجم، پروفیسر محمد بشیر، پورب اکیڈمی، اسلام آباد، 2010ء ص67

یہ اندراجی تفصیل ترجمہ شدہ کتب کے حوالے سے تھی۔ اب ان کتابوں کو ذکر ہو گا جو مدون کی جاتی ہیں۔ ایم ایل اے میں ان کتابوں کا حوالہ کس طرح ممکن ہے اس کی نوعیت کو پرکھا جائے گا

1۔مدون تحریر یا کتب کا حوالہ

مدون کا نام، تحریر کی نوعیت، تدوین شدہ کتاب کا نام، جلد نمبر (اگر ہو تو)، اشاعتی ادارہ، مقام، سال، صفحہ نمبر

مثال: جمیل جالبی، ڈاکٹر، مثنوی، کدم راوپدم راو،، مجلس ترقی اردو، کراچی، 1965ء، ص98

2۔تدوین شدہ کتاب سے اصل مصنف کا حوالہ دینا

مصنف کا نام، کتاب کا نام، تدوینی نام، اشاعتی ادارہ، مقام، سال، صفحہ نمبر

مثال:فخر الدین نظامی، کدم راوپدم راو، مدون، جمیل جالبی، مجلسِ ترقیءادب کراچی، ص456

3۔اخبارات، جرائد اور رسائل کے حوالے اور ایم ایل اے سٹائل شیٹ کا اندراجی طریقہ

ان تمام صورتوں میں تقریباً ایک سی ہی کیفیتِ اندراج پائی جاتی ہے۔ ان میں موجود کسی مصنف، کالم نگار وغیرہ کی تحریر سے جب حوالہ لیا جاتا ہے تو اس مصنف کا نام، تحریر کی نوعیت، اور متعلقہ ماخذ کی ضروری معلومات بھی فراہم کی جاتی ہے۔

مصنف کا نام، تحریر کا عنوان، نوعیتِ تحریر، نام جریدہ، / اخبار / رسالہ / شمارہ، سال، صفحہ نمبر

مثال: حسن نثار، پاکستان اور مغربی دنیا، (کالم) مطبوعہ، روزنامہ جنگ، اسلام آباد، 10 اپریل، 2009ء ص6

میگزین کی صورت میں

اورنگ زیب نیازی، ڈاکٹر، وحید العصر، (مضمون) مطبوعہ چہار سو، لاہور، جلد 21، شمارہ 23، دسمبر، 2007ء ص نمبر، 190

3۔ انٹرویو کے حوالے سے رسمیات کا طریقہ اور ایم ایل اے

محقق اپنی تحقیق کے دائرے کو کتب سے ہٹ کر انٹرویوز تک بھی بڑھا سکتا ہے اور ضروری معلومات جمع کر سکتا ہے۔ اس کے لیے اس کے پاس دو راستے ہوتے ہیں۔ ایک پہلے سے شائع شخصیات کے انٹرویوز یا براہِ راست خود انٹرویو کر کے کسی شخصیت سے معلومات حاصل کرنا۔ دونوں صورتوں میں حوالے کے درج کرنے کی نوعیت یوں ہو گی

جس سے انٹرویو کیا جا رہا ہو اس کا نام، وضاحت، لینے والے کا نام، مقام، تاریخ، وقت،

مثال: منور ہاشمی، ڈاکٹر، (انٹرویو)، محسن علی اسلام آباد، یکم اپریل، 2020ء، دوپہر، دو بجے۔

4۔ خطوط کا حوالہ

بڑی قد آور علمی و ادبی شخصیات کت خطوط بھی ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ محققین کو ان خطوط سے مختلف قسم کی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اردو ادب میں بھی بے شمار اہم شخصیات کے خطوط کو مرتب کیا گیا ہے اور ان کی علمی، ادبی، اور تاریخی اہمیت کی وجہ سے شائع کیا گیا ہے۔ چناچہ خطوط سے حوالے کا طریقہ یوں ہو گا۔

مکتوب نگار، وضاحت، مکتوب الیہ، تاریخ

مثال: اسد اللہ خاں غالب، (مکتوب) بنام ہر گوپال تفتہ، مورخہ یکم جنوری، 1861، بروز جمعہ، مطبوعہ سیپ کراچی، شمارہ 34، نومبر 2008ء، ص 56

5۔ غیر مطبوعہ مواد کا حوالہ

مصنف کا نام، نسخہ، مملوکہ، ادارہ، نام

مثال: وحید قریشی، ڈاکٹر، ڈھلتی عمر کے نوحے اورنگ زیب نیازی، ڈاکٹر، لاہور، 2019

6۔ آن لائین مواد کا حوالہ

بات جدید رسمیاتِ مقالہ نگاری کی ہو رہی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آج کا محقق جدید ذرائع تحقیق کو استعمال نہ کرے۔ صرف ایک انگلی کے اشارے پر ساری دنیا اس کے پاس موجود ہوتی ہے۔ ہزاروں قسم کے معلوماتی، علمی، ادبی اور سائنسی ویب سائٹس محققین کی تحقیق میں مددگار ثابت ہو رہی ہیں۔ ایک محقق کا فرض بنتا ہے کہ وہ اگر ان سے استفادہ کرتا ہے تو وہ ان کا حوالہ متعلقہ ویب سائٹ اور اس پر موجود، کتب، مصنفین اور ادارون کا حوالہ دے۔

1۔ آن لائین کتابوں کا حوالہ دینے کا طریقہ

مصنف کا آخری نام، مصنف کا پہلا نام، کتاب کا نام پبلیشر، سنِ اشاعت، صفحہ نمبر، ٹائٹل، ویب سائٹ، ڈیٹا بیس اور متعلقہ لنک

2۔ ویب سائٹ درج کرنے کا طریقہ

مصنف کا آخری نام، پہلا نام، صفحے کا ٹائٹل، ویب سائٹ کا اندراج، تاریخ اشاعت، لنک

3۔ آن لائن ویڈیو کے اندراج کا طریقہ

ویڈیو اپ لوڈر کا آخری نام، پہلا نام، عنوان، ویب سائٹ کا ٹائٹل، لنک

4۔ڈیجیٹل تصویر کے اندراج کا طریقہ

مصور کا آخری نام، پہلا نام، ٹائٹل، ٹائٹل اور ویب سائٹ اور ڈیٹابیس، تاریخ، اشاعت، لنک

5۔دستاویزات یا سرکاری ریکارڈ کا حوالہ

اس میں زیرِ تحقیق شخصیت کی مصدقہ ڈگری اور اسناد سمیت مختلف رجسٹروں اور ڈائریوں کے حوالے درج کیے جاتے ہیں

مثال: ڈگری، ایم اے اردو، محسن بخاری، عکسی نقل، مملوکہ راقم

یہ تھا ایم ایل اے اسٹائل شیٹ کے تحت حوالہ جات کے اندراج کا ایک اجمالی جائزہ اب ہم دوسرے اسٹائل اے پی اے کا ذکر کریں گے

American Psychological Associationاے پی اے

حوالہ جات، حواشی اور تعلیقات، کے منظم اور مربوط اندراج کے لیے یہ اسٹائل بھی امریکہ کے ایک سائیکالوجیکل ایسوسیشن کا تیار کردہ ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اسٹائل کا تعلق خالص نفسیاتی طرز سے ہے۔ یعنی اس کا حقیقی دائرہ کار سائنسی علوم کی وضاحت، تحقیق اور اس کے حوالے سے شماریاتی اندراج سے متعلق ہے۔ سائنسی تحقیق اپنے تجربات کے ساتھ مختلف نتائج سے ظاہر ہوتی ہے لہٰذا اس تحقیق کے پیش کرنے کے لیے گوشواراتی یا شماریاتی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اس سٹائل کو مختلف تبدیلیوں کے ساتھ زبان و ادب کے لیے بھی استعمال کیا گیا ہے ۔انگریزی ادب میں اس کا استعمال بہت پہلے سے شروع گیا تھا۔

1929 میں شائع ہونے والے اس اسٹائل کو وقت، اور ضرورت کے مطابق تبدیلیوں اور اضافوں کے ساتھ بار بار شائع کیا جاتا رہا ہے یہاں تک کے اس کے سات ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس اسٹائل کی بنیادی ضرورت نفسیات اور بزنس ایڈمنسٹریشن سے متعلق تھی لیکن جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے اس اسٹائل کو نئے سرے سے ترتیب دے کر ادبیات اور لسانیات میں بھی استعمال کیا جانے لگا۔ جی سٹینلے حال نے اسے ترتیب دیا تھا۔ اس پروگرام کے استعمال سے تحقیق میں ایک تنظیم، ربط اور وضاحت پیدا ہوئی ہے۔ کوئی انسان بھی محقق کے کام اور اس کے تمام تر ماخذات تک آسانی سے سمجھ اور رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ اصل میں محقق کا کام صرف تحقیق ہی نہیں بل کہ قاری اور اور ناقدین کو اپنے سورس رسائی دینا بھی ہے۔ اکیڈمک رئیٹنگ کی معیاریت اور پیش کش کو اس فارمیٹ کی مدد سے یقینی بنایا جا سکتا ہے۔ جس طرح ایم ایل اے محض ایک تحقیقی اسٹائل شیٹ کے علاوہ اندراج کا طریقہ کار اور ڈالی جانے والی علامتوں کا ایک نظام بھی وضع کرتا ہے اسی طرح "اے پی اے" محض ایک گوشواراتی یا حوالہ جاتی اندراج کا طریقہ ہی نہیں بتا تا بل کہ نئے نئے نظریات اور فلسفہ ہائے تعلیم کا پرچار بھی کرتا ہے جو کے اس کی اضافی خوبی ہے۔

1952ء میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا اور 2019ء میں اس کا ساتواں ایڈیشن شائع ہوا۔ "اے پی اے' پروگرام انگریزی ادب کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ایک اہم مسلہ جو اردو محققین اور ماہرین کو پیش ہے وہ یہ کہ اکثر ماہرین یا محققینِ ادب جدید ذرائع ٹیکنالوجی کے استعمال سے نابلد ہیں۔ یہ اسٹائل شیٹس محض روایتی طریقوں سے آراستہ نہیں بل کہ ان میں انٹرنیٹ، کمپیوٹر، اور مختلف ویب سائٹس کے استعمال کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے۔ مقالہ کمپوز کرنے اور مارجن لائین کے وقفے تک کو بھی ان جدید رسمیات میں بیان کیا گیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اردو ادب کا ایک محقق ان جدید رسمیاتِ تحقیق سے آشنا ہی نہ ہو تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ معیاری تحقیق کر

سکے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ "اے پی اے" میں حواشی، تعلیقات، حوالہ جات، اور ویب سائٹ کے اندراج سمیت کمپوزنگ کرنے، فونٹ کے سائز اور دیگر تحقیقی ضروریات کے بارے میں رہنمائی فراہم کی گئی ہے مثلاً یہ کہ کمپوزنگ کرتے وقت سرِورق کیسے تیار کیا جائے؟ حاشیے کا کیا وقفہ ہو؟ الفاظ کے درمیان کیا وقفہ ہو؟ اقتباسات کو درج کرنے کا کیا طریقی ہو؟ حوالہ جات اور کتابیات کی کیا ترتیب ہو؟ ان سب سوالوں کے لیے" مکمل رہنمائی موجود ہے۔

اس فارمیٹ میں مصنفین کے نام کے درج کرنے کا جو طریقہ ہے وہ تھوڑا قابلِ غور ہے کیوں کہ اس میں مصنف کا آخری نام پہلے لکھا جاتا ہے اور پہلے نام کا صرف پہلا حرف لکھا جاتا ہے یوں یہاں اس بات کا احتمال پیدا ہو جاتا ہے کہ اصل مصنف کا نام ہی نہ چھپ جائے۔

مثلاً فتح پوری، ن، (2008) اردو املا اور رسم الخط، لاہور: الوقار پبلیشرز

1۔ دو یا دو سے زیادہ مصنفین کا اندراج کرنا

سکتہ، کی علامت لگا کر چھے مصنفین تک کے نام لکھے جا سکتے ہیں۔ اور اگر مصنفین کی تعداد چھے سے زیادہ ہو چھے کے نام لکھ کر ناقی ڈاٹ ڈال کر آخری مصنف کا نام لکھ لیا جاتا ہے دو مصنفین کا اندراج یوں ہو گا۔

مثال: بخاری، م اور فگار، ف (2020)، کشمیر میں اردو غزل گو شاعر، لاہور، سنگِ میل پبلیشر ص۔۔۔

2۔ مرتبہ کتاب کا حوالہ درج کرنے کا طریقہ

پہلے مرتب کا نام جس طرح مصنف کا نام لکھا جاتا ہے۔ پھر کتاب کی نوعیت، اور باقی ترتیب وہی ہو گی جو مصنف کے لیے اختیار کی گئی ہے

مثال: بخش، س (مرتب) 2012ء، اردو میں اُصولِ تحقیق، لاہور، اردو اکیڈمی ص34

3۔ ترجمہ شدہ کتاب کا حوالہ اس طرح دیا جائے گا۔

اصل مصنف کا سر نیم، باقی نام کا پہلا حرف، اشاعت کی تاریخ، نام کتاب، مترجم کا نام، قوسین میں، مقام، اشاعتی ادارہ صفحہ نمبر

مثال: ہیسے، ہ، (1941)، سدھارتھ، (مترجم اسلم فرخی)، لاہور، الحمد پبلیشرز، ص34۔

4۔ مقالے کا حوالہ

نام اسی ترتیب سے، ا (تاریخ)، نام مقالہ، (مدیر کا نام) عنوان، کتاب کا نام، مقام، صفحہ نمبر

قریشی، و، (2012) تحقیق کے تقاضے، (مرتب سلطانہ بخش) اردو میں اصولِ تحقیق، لاہور، اردو اکادمی، ص65۔

5۔ اخباری کالم یا خبر کا حوالہ

سر نیم، پہلے نام کا مخفف، (تاریخ) نام کالم، اخبار کا نام، مقام، صفحہ نمبر

مثال: نثار، ح (10،2015 اگست) چوراہا، روزنامہ جنگ، نمبر 07۔

6۔ کسی بھی ویب سائٹ کا حوالہ درج کرنے کا طریقہ

www.gooogle.com.

اس کے بعد اسی ترتیب سے مصنف، مولف کا نام، تاریخ، کتاب کا نام، مقام، صفحہ نمبر اور متعلقہ لنک کا پتا

7۔ کسی تھیسس کا حوالہ دینا

مثال: علی بخاری، م، (2016)ڈاکٹر وحید قریشی بطور شاعر، مقالہ برائے ایم فل، وفاقی اردو یونی ورسٹی، اسلام آباد ص135۔

8۔انٹرویو کے حوالہ جات

جس کا انٹرویو لیا جارہا ہو اس کا سر نیم، اور باقی نام کا پہلا حصہ، انٹرویو کی تاریخ، انٹرویو کی جہت، انٹرویو کنندہ کا نام اسی ترتیب سے، مقام،

مثال: ہاشمی، م، (10اپریل2020ء) فکرِ اقبال اور آج کا نوجوان، (علی بخاری، م) اسلام آباد۔

9۔ویب سائٹ کا حوالہ

ادارے کا نام مخفف میں، سرچ کرنے کی تاریخ، ویب سائٹ کا نام،

مثال: کمیشن، ہ، ا(جنوری2016) www.hec.edu.pk .com ۔

10۔انسائیکلوپیڈیا کا حوالہ

9نومبر 2018) en.wikipedia.org/wiki/APA_style/)

"اے پی اے فارمیٹ کی اجمالی وضاحت سے اس کے طریقہ اندراج کا اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اس میں مصنف سے زیادہ تاریخ اور دیگر حوالوں کو اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس اسٹائل کی یہ خامی ہے کہ اس میں اصل مصنف کا نام پوری طرح سے ظاہر نہیں ہوتا۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اس کے استعمال کے لیے محقق کو جدید اندازِ فکر کے ساتھ ساتھ جدید ذرائع تحقیق سے بھی آشنائی ضروری ہے۔

شکاگو مینول اسٹائل شیٹ:

شکاگو مینول شیٹ کا استعماً بھی تحقیق میں حوالہ جات کے لیے ہی کیا جاتا ہے۔ اس کو مختصراً "سی ایم سی" یا صرف شکاگو اسٹئل شیٹ کہا جاتا ہے۔ 1906 میں امریکا کی ایک یونی ورسٹی "دی یونی ورسٹی آف شکاگو پریس" نے اس شیٹ کو شائع کیا۔ اب تک اس کے سترہ ایڈیشن آچکے ہیں1917 میں اس کا ستر واں ایڈیشن شائع ہوا۔ یہ سافٹ ویئر انگریزی ادب کے اندر تحقیق کے دوران حوالہ جات کو درج کرنے کے لیے وجود میں آیا۔ مگر اس وقت یہ نہ صرف امریکا بل کہ دیگر دنیا میں بھی استعمال ہونے والا معروف اسٹائل بن چکا ہے۔ اردو ادب میں بھی اس کو مختلف صورتوں میں استعمال کیا جارہا ہے یہ طریقہ اندراج صرف حوالہ جات کے لیے ہی رہنمائی نہیں دیتا بل کہ مختلف سرٹیفیکیٹس کی فارمیٹنگ اور گرامر کی علامات کے استعمال کے لیے بھی رہنمائی دیتا ہے۔ یعنی دورانِ اندراجِ حوالہ کون سی علامت کس طرح استعمال کی جائے گی اور کیسے کی جائے گی۔ اس کا استعمال تمام علومِ معاشرت کے لیے کیا جارہا ہے۔ تحقیقی جرنلز، تھیسسز، وغیرہ کے لیے بھی یہ طریقہ معروف ہے۔

شکاگو مینول کا ستر واں ایڈیشن زیادہ مکمل اور تفصیلی ہے۔ اس کے تین حصے ہیں پہلے میں گوشوارہ بنانے، کتاب لکھنے، اس کی ایڈٹنگ کرنے، پروف ریڈ کرنے وغیرہ کے ساتھ ساتھ کاپی رائٹ اور اجازت لینے کے حوالے سے بھی تفصیل دی گئی ہے۔ دوسرے حصے میں گرامر کے استعمال کی امکانی صورتوں کا بیان ہے، علامتوں کے استعمال کے ساتھ الفاظ و تراکیب کی وضاحت کرتے ہوئے نمبرنگ اور مخففات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ریاضیاتی انداز اور مکالماتی اندازِ تحریر کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ اس ایڈیشن کا تیسرا حصہ سب سے اہم اور حوالہ جات کے اندراج کے حوالے سے بہت اہم ہے۔ کیوں کہ اسی حصے میں وہ تمام مسائل، طریقے، اسر استعمالات بتائے گے ہیں جو ایک محقق کو دورانِ تحقیق بے حد ضرورت آتے ہیں۔ اس حصے میں نوٹ بنانے، کتابیات، حوالہ جات، حواشی، تعلیقات، کے اندراجی طریقے کے ساتھ مصنف، کتاب، تاریخ، انڈکس بنانے کے فارمیٹ بھی بتائے گے ہیں۔

شکاگو مینول شیٹ اوراس کی امکانی صورتیں:

یونی ورسٹی آف شکاگو سے منسوب یہ حوالہ جاتی اسٹائل پاکستان میں بھی کچھ ترمیمات کے ساتھ استعمال ہو رہاہے۔ اس پروگرام کے تحت فونٹ 16 رکھا گیاہے۔ اردو میں جمیل نوری نستعلیق کے ساتھ فونٹ 17 رکھا گیاہے۔ الفاظ میں وقفے کے لیے ڈبل سپیس کو کہا گیاہے۔ ابتدائی صفحہ / ٹائیٹل پیج موضوع کے ساتھ 3 / 1 ہو اگر یہ دو لائنز میں ہو تو ڈبل سپیس رکھنی چاہی۔

نام صفحے کے درمیان میں لکھا جائے گا۔ اس کے بعد کورس کا نام اور نگران کا نام لکھا جائے گا۔ مارجن دائیں سے ایک انچ، بائیں سے ایک انچ اور آخر سے 2 / 1 انچ۔ ابتدائی صفحات اور ٹائٹل پیج پر صفحہ نمبر درج نہیں کیا جائے گا۔ باقی صفحات پر آخری نام اور صفحہ نمبر اوپر دائیں طرف لکھے جائیں گے۔ حاشیہ صفحے کے آخر پر الگ سے درج کیا جائے گا۔ کتابیات درج کرنے کا طریقہ شکاگو مینول اور ایم ایل اے شیٹ کا ایک جیسا ہی ہے۔ شکاگو شیٹ کے تحت باقی رسمیاتِ مقالہ کا طریقہ کچھ یوں ہو گا۔

1۔ طبع شدہ کتاب کا حوالہ

مصنف کا آخری نام، مصنف کا پہلا نام، کتاب کا عنوان، اشاعتی ادارہ، سنِ اشاعت، صفحہ نمبر

مثال: بخاری، ہما کوکب، (پیار کی خوشبو) علی میاں پبلیشرز، لاہور، 2010ء، ص 245

2۔ آن لائن کتاب کا حوالہ

مصنف کا آخری نام، پہلا نام، ٹائٹل، (آٹیلکس) اشاعتی ادارہ، سنِ اشاعت، صفحہ نمبر، ٹائٹل اور ویب سائٹ، ڈیٹا بیس اور لنک

Waheed Qureshi, Dr, Naqd e Jan,sang e meel ,1964,p 34,www.rekhta .com.

3۔ واحد مصنف کی صورت میں حوالہ

مصنف کا آخری نام، پہلا نام، کتاب کا عنوان، (اشاعتی ادارہ، مقام، سال) صفحہ نمبر

مثال: روبینہ شہناز، ڈاکٹر، اردو تنقید میں تصورِ پاکستانی قومیت، (عکس پبلیشر، لاہور، 2019) ص 45۔

4۔ دو مصنفوں کا حوالہ

پہلا مصنف، دوسرا مصنف کتاب کا نام، (اشاعتی ادارہ، مقام، سالِ اشاعت) صفحہ نمبر

مثال: بخاری محسن، گیلانی، ظفر، کشمیر میں اردو غزل گو شاعر، (سنگِ میل پبلیشرز، لاہور، 2020ء) ص 213

5۔ تین مصنفین کی صورت میں حوالہ

الطاف قریشی، منور ہاشمی، طاہر تونسوی، تین کتابیں، (مکتبہ عالیہ، کراچی، 1979ء) ص 367

6۔ تین سے زیادہ مصنفین کی صورت

پہلے دو کا ذکر کر کے باقیوں کے لیے دیگر کا لفظ لکھ کر باقی ترتیب کو پہلے جیسا ہی رکھا جائے گا۔

7۔ طبع شدہ کتاب جلد کے حوالے کے ساتھ

فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو املا اور رسم الخط، جلد اول، (الوقار پبلیشر، لاہور، 2018ء) ص 265

8۔ کسی اشاعتی ادارے یا سلسلے کے ساتھ حوالے کا طریقہ

طاہر تونسوی، ڈاکٹر، سوانح حیات، حکیم، الامت، علامہ اقبال، بسلسلہ صد سالہ تقریبات، (اقبال اکیڈمی، لاہور، 2013ء) ص567

9۔ کتاب کے ذیلی باب کا حوالہ دینے کا طریقہ

جمیل جالبی، ڈاکٹر، ادبی تحقیق، باب سوم (مجلسِ ترقی ادب لاہور، 1994ء) ص234

10۔ کسی میگزین، رسالے وغیرہ میں مطبوعہ مضمون کا حوالہ

فخر الحق نوری۔ ڈاکٹر، وحید قریشی ایک استاد (مضمون) (مشمولہ چہار سو، لاہور، جلد8، شمارہ2008ء) ص198

11۔ کسی فلم یا ڈرامے کا حوالہ اس کے ذیلی پارٹ کے ساتھ

تاج، امتیاز علی، انار کلی، تیسرا ایکٹ (دارالاشاعت، لاہور، 1980) ص87

12۔ لغت کا حوالہ درج کرنے کا طریقہ

سید احمد، دہلوی، فرہنگِ آصفیہ جلد اول، (سنگِ میل پبلیشرز، لاہور، 2016)

13۔ مولف کا حوالہ یعنی مرتب کا حوالہ

وحید قریشی، ڈاکٹر، (مرتب)، اردو ادب جلد دوم، تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ ہند (پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، 1981ء) ص356

14۔ مضمون نویس کے نام اور مضمون کا حوالہ

ش، اختر، ڈاکٹر، تحقیق کا طریقہ، مشمولہ، اردو میں اصولِ تحقیق، (مرتبہ) ڈاکٹر سلطانہ بخش (اردو اکیڈمی، لاہور، 2012ء) ص3

15۔ کتاب میں شامل کسی مقدمے کا حوالہ

مرتضٰی حسین، (مقدمہ) عودِ ہندی، مرزا اسد اللہ خاں غالب طبع اول (مجلس ترقی اردو۔ لاہور 1959ء) ص65

16۔ مترجم کا حوالہ دینے ک طریقہ

محمد جہاں گیر (مترجم) علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد، مشمولہ خطباتِ اقبال (دائرہ معارف اقبال، لاہور، 2001ء) ص36

17۔ کسی حکومتی یا نیم سرکاری ادارے کی رپورٹ کا حوالہ

وزارتِ امورِ کشمیر حکومتِ پاکستان، کشمیر کا مقدمہ (قومی ادارہ نشرواشاعت، اسلام آباد، 2018ء) ص78

19۔ انسائیکلوپیڈیا کا حوالہ دینے کا طریقہ

سالک، مجید، آزاد، اردو معارف اسلامیہ، جلد اول (پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، 2018ء) ص56

شکاگو مینول شیٹ کے تحت حوالہ جات کے اندراج کا یہ ایک مختصر جائزہ ہے۔ ایک محقق ان بیان ہونے والے اسٹائلز کو کس طرح سمجھ اور استعمال کر سکتے ہیں یہ ان کی جدید رسمیاتِ مقالہ نگاری سے واقفیت پر منحصر ہو گا۔ یہ یہ بات مسلمہ ہے کہ ان رسمیات کو سیکھے بغیر تحقیق کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

تحقیق کے معیارات کے حوالے سے ماضی میں کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ بات محض تحقیق کی ہی ہوتی تو کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے محقق بھی کسی سے کم نہیں مگر جب بات رسمیاتِ تحقیق کی ہو تا ڈھونڈنے سے بھی اردو ادب میں ایسا نام نہیں ملتا جس نے رسمیاتِ مقالہ نگاری پر زیادہ کام کیا ہو۔ اسلام آباد کے ایک پروفیسر، ڈاکٹر شفیق انجم نے ایک کوشش کر کے رسمیاتِ مقالہ نگاری کو باقاعدہ طور پر متعارف کروانے کا آغاز کیا۔ ان

سے پہلے چند مضامین اور آرٹیکلز ایسے ضرور شائع ہوئے نج میں میں جدید رسمیاتِ مقالہ نگاری کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا گیا۔ڈاکٹر عطش درانی فرمان فتح پوری کے ہاں ان کے حوالے سے کچھ مواد مل جاتا ہے مگر یہ بھی ناکافی ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر شفیق انجم کا کہنا ہے۔

"یہ کام قومی سطح پر موجود ایسے اداروں کا ہے جو فروغِ تحقیق اور معیارِ تعلیم و تدریس کے داعی ہیں لیکن جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں اتفاقِ رائے تو در کنار کسی علمی مسلے پر اختلافِ رائے کا مسالہ بھی موجود نہیں، نہ ادارے ہی متحرک، نہ شخصیات، جو معدودے چند لوگ کام کر بھی رہے ہیں تو ان کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔6

اس اہم ترین مسلے کی طرف نہ حکومتی اداروں کی کوئی دلچسپی رہی ہے نہ ہی جامعات نے اس مسلے کو حل کرنے کو کوشش کی ہے۔یہی نہیں یہاں چند اور مسائل بھی جدید رسمیاتِ مقالہ کی ترویج میں رکاوٹ نظر آتے ہیں۔

1۔اردو ادب کے محقق کی جدید ٹیکنالوجی سے عدم واقفیت:

تحقیق کا معیار وقت کے ساتھ ساتھ اعلا سے اعلا ترین ہو تا چلا گیا ہے۔دنیا بھر میں تحقیق کے لیے ایسے ٹول بنائے جا چکے ہیں جو محقق کی تحقیق اور رسمیاتِ تحقیق کو سمجھنے میں بہت مدد دے رہے ہیں، مگر افسوس کے ہمارے ہاں ابھی تک روایتی انداز کو اپنایا ہوا ہے۔ہمارے محقق نہ کمپیوٹر کا مناسب استعمال جانتے ہیں نہ ہی انٹرنیٹ سے مواد حاصل کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔جب وہ کمپیوٹر سے ہی نابلد ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ جدید رسمیاتِ مقالہ نگاری سے استفادہ کر سکیں گے۔یہاں تک کہ محقق اپنا تحقیقی کام خود کمپوز کرنے سے بھی قاصر ہیں اس لیے نہ ہی انھیں مارجن لائن کا پتا نہ ہی وہ پیج سیٹنگ کا پتا، نہ ہی فونٹ کا علم۔اس حوالے سے ڈاکٹر عطش درانی لکھتے ہیں۔

"اردو کے اساتذہ کا اب یہ فرض بنتا ہے کہ نہ صرف وہ خود اس ٹیکنالوجی کو سمجھیں بل کہ طلبہ میں بھی اس نئی برقیاتی ثقافت کا شعور اجاگر کریں اور جو کام طلبہ پہلے مہینوں اور برسوں میں کرتے تھے اب وہ اس کی مدد سے لمحوں اور ثانیوں میں بدلنے کی کوشش کریں"7

2۔متفقہ امدادی اسٹائل شیٹ یا فارمیٹ کی عدم دستیابی:

اردو زبان و ادب میں کوئی بھی ایسا متفقہ فارمیٹ یا پروگرام موجود نہیں جو تحقیق کو انفرادی سطح سے لے کر اجتماعی سطح تک ایک متعین معیار اور اصول وضع کر سکے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ماہرینِ فن، مختلف ماہرینِ سائنس اور ٹیکنالوجی کی مدد سے ایسے فارمیٹ، سافٹ ویئر ڈیزائین کریں جو محقق کے لیے نہ صرف سود مند ثابت ہوں بل کہ ہماری تحقیق کو عالمی سطح پر پذیرائی کے قابل بھی بنا سکیں۔ورنہ حال یہ ہے کہ ہماری تحقیق کو ابھی تک عالمی سطح پر تسلیم ہی نہیں کیا جا رہا ہے۔ایم ایل اے ہماری اردو تحقیق کے لیے زیادہ موزون نظر آتا ہے۔اس میں اصل سورس کی درست نشان دہی کا بہترین انتظام موجود ہے۔کیوں کہ اہلِ مغرب نے اسے ضرورت کے مطابق بنایا ہے لہٰذا ہمارے ماہرین کو متفقہ طور پر اسے مزید ترمیم اور اضافوں کے ساتھ اردو تحقیق کے لیے لازمی قرار دینا چاہیے۔یا پھر مروجہ اسٹائل شیٹس کی اردو کے لیے قابلِ قبول حوالہ جاتی صورتوں کو یک جا کر کے اپنا ایک معیاری پروگرام ترتیب دے لیا جائے جو ہماری تحقیق کو نہ صرف قابلِ قبول بنائے بل کہ اسے دنیا کے ہر کونے میں مسلمہ ثابت بھی کرے۔پاکستان میں اردو زبان وادب سے لے کر تقریباً ہر مضمون میں روایتی طریقہ تحقیق استعمال کیا جا رہا ہے۔دستاویزاتی تحقیق اور مواد پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔اب ضرورت اس بات کی ہے کہ تحقیق کو ایک خاص شماریاتی اور سائنسی انداز میں پیش کرنے کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے اور ایسے اقدامات کیے جانے چاہیں کہ ہم بھی اپنی تحقیق کو چند معیاری متعین شدہ فارمیٹ کے مطابق سر انجام دے سکیں۔اس حوالے سے ضروری ہے کہ جو نیم مختار ادارے ہیں، مثلاً جامعات اور سرکاری ادارے، مثلاً ہائیر ایجوکیشن کمیشن مل بیٹھ کر

اس پر غور و غوض کریں بل کہ جلد ہی کوئی بہترین امکانی صورت حال پیدا کریں۔ چوں کہ ابھی تک اردو ادب میں اپنی ذاتی تیار کردہ رسمیاتِ مقالہ نگاری موجود نہیں اس لیے اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر متذکرہ بالا تین حولہ جاتی اسٹائل شیٹس کو باقاعدہ ایک کورس کے طور پر شامل کیا جائے۔ عین ممکن ہے کہ ان کورس کی تدریس کی مدد سے نئے نوجوان سکالر، جو کہ جدید ٹیکنالوجی وغیرہ سے بھی بخوبی واقفیت رکھتے ہیں، اردو ادب کے لیے کوئی ایسا فریم ورک تیار کرلیں جو ہماری ضرورتوں کے بالکل مطابق ہو۔

ماحاصل:

جدید رسمیات مقالہ نگاری وقت کی اہم ضرورت ہیں اور ہماری تحقیق کے مستند اور قابلِ قبول ہونے کے لیے ان کا سیکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ روایتی اندازِ تحقیق کو ترک کر کے جدید رسمیاتِ تحقیق کو اپنانا ہو گا تاکہ ایک تحقیقی کاوش پر تنقید کتنے والا اصل ماخذ تک بھی آسانی ست رسائی حاصل کر سکے۔ ایک نقاد جب تحقیق کے پورے پس منظر کو سمجھ نہیں لیتا تو اس کی تنقید بھی عیب دار رہ جاتی ہے حالاں کہ تنقید ہی وہ موثر ہتھیار ہے جو تحقیق میں بہتری لانے کے لیے مد ثابت ہوتا ہے۔ اگر اس ساری بحث کا خلاصہ کیا جائے تو یہ نکات سامنے آئیں گے۔

1۔ جدید رسمیاتِ تحقیق واقت کی ایک اہم ضرورت ہیں۔

2۔ اردو ادب میں ایک متفقہ طریقہء اندراج ہونا چاہیے جو حوالہ جات کو درست انداز میں لکھنے کے لیے مددگار ثابت ہو۔

3۔ کمپیوٹر کی جدید تعلیم اور اس کا استعمال سیکھنا چاہیے۔

4۔ محقق کو انٹرنیٹ سے بھی آگاہی ہونی چاہیے۔

5۔ حکومت کو نادار اور محنتی سکالرز کے لیے امدادی گرانٹس جاری کرنی چاہیئں تاکہ وہ اپنی تحقیق کو مجبوری سے نہیں بل کہ ذوق و شوق سے پائے تکمیل تک پہنچا سکے۔

6۔ رسمیاتِ مقالہ نگاری کو ایک الگ مضمون کے طور پر ایم فل اور پی ایچ ڈی لیول پر پڑھایا جائے۔

حوالہ جات

1۔ یونس اگاسکر، ببلوگرافی تحقیق کا پہلا قدم، (مشمولہ) اردو میں اصولِ تحقیق (مرتبہ)، ڈاکٹر سلطانہ بخش، اردو اکیڈمی، لاہور، 2012ء ص 265،

2۔ ہارون قادر، ڈاکٹر، ابجدِ تحقیق، اشاعت دوم، الوقار پبلیشرز، لاہور، 2011ء ص 22۔

3۔ خالق داد ملک، ڈاکٹر، تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، اورینٹل بکس، لاہور، 2015ء، ص 11

4۔ شفیق انجم، ڈاکٹر، (دیباچہ) اردو رسمیاتِ مقالہ نگاری، نمل، اسلام آباد، 2011ء ص 11

5۔ M.L.A.,hand book,www.wikipidia.com

6۔ شفیق انجم، ڈاکٹر، (دیباچہ) اردو رسمیاتِ مقالہ نگاری، نمل، ص 11

7۔ عطش درانی، ڈاکٹر، جدید رسمیاتِ تحقیق، اردو، سائنس بورڈ، 2005ء ص 178

کتابیات

1۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، ادبی تحقیق، مجلسِ ترقیء ادب، لاہور، 1994ء

2۔ خالق داد ملک،ڈاکٹر، تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، اورینٹل بکس،لاہور،2015ء

3۔ شفیق انجم،ڈاکٹر،(دیباچہ)اردور سمیاتِ مقالہ نگاری، نمل،اسلام آباد،2011ء

4۔ سلطانہ بخش،ڈاکٹر،(مرتبہ)،اردو میں اصولِ تحقیق،اردو اکیڈمی،لاہور،2012ء

5۔ عطش درانی،ڈاکٹر، جدید رسمیاتِ تحقیق،اردو، سائنس بورڈ،2005ء

6۔ ہارون قادر،ڈاکٹر، ابجدِ تحقیق، اشاعت دوم،الوقار پبلیشرز،لاہور،2011ء